"ما رأيت رسول الله ﷺ يصلي الضحىٰ قط وإني لأسبحها، وإن كان رسول الله ﷺ ليدع العمل وهو يحب أن يعمل به خشية أن يعمل به الناس فيفرض عليهم." "میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے، اور میں تو یہ نماز پابندی سے پڑھتی ہوں۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کوئی عمل کرنا چاہتے ہوئے بھی اس اندیشے سے ترک فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کا عمل دیکھ کر لوگ پابندی سے عمل کرنے لگیں؛ جو اللہ پاک کی طرف سے فرض ہونے کا ذریعہ بن جائے۔" [مسلم ۲۲۸/۵-۲۲۹]

رسول اللہ ﷺ کو اس قدر فضیلت والی یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا تو ام المؤمنین ؓ نے نہ پڑھنے کا استدلال کیا۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث سن رکھی تھی: "إن أحب الأعمال إلى الله أدومها وإن قل" "بیشک اللہ پاک کے ہاں سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جس کی پابندی کی جائے، اگرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو" [البخاري الرقاق باب ۱۸ القصد والمداومة على العمل] اور آپ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: "رسول اللہ ﷺ جب کوئی نماز پڑھ لیتے تو اس کو لگاتار جاری رکھتے تھے۔" [مسند أحمد ح ۲۴۱۲۴، ۲۴۳۲۲، ۲۶۰۳۸ وصححه الأرنؤط ۱۵۰/۴۰]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے واپسی پر عموماً چاشت کے وقت مدینہ تشریف لاتے تھے۔ سب سے پہلے مسجد تشریف لے جا کر دو چار رکعات نماز ادا فرماتے، اتنے میں جاں نثار اصحاب کرام ؓ ملاقات کے لیے حاضر ہوتے، ان سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے جاتے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ دیگر بعض مواقع پر بھی یہ نماز کم وبیش ادا فرمائی۔ لیکن دیگر اعمال کی طرح اس عمل کو بلا ناغہ جاری نہیں رکھا...... ام المؤمنین ؓ اس کی وجہ یہ اندیشہ بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کی پابندی دیکھ کر صحابہ کرام ؓ بھی نہایت اہتمام سے اس پر ہمیشگی کریں گے۔ یہ مداومت اور ذوق وشوق بارگاہِ الٰہی میں فرضیت کا سبب بن سکتا تھا، جو بعد میں امت مسلمہ پر بھاری ہوتا، جیسے کہ نمازِ تراویح میں نبی کریم ﷺ نے خود وضاحت فرمائی ہے۔ واللہ أعلم

لہٰذا زیر درس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے فرمودات بلا واسطہ یا بالواسطہ سن کر اس عمل کی پابندی کرتی تھیں۔ پھر امانت علمی کے طور پر عمل نبوی خود نہ دیکھنے کی صراحت بھی کر دی۔ اور جس حالت میں پڑھنے کا علم ہوا وہ بھی بیان کر دیا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا پر رب العزت کی بے تحاشا رحمتیں ہوں! آپ نے پوری تفصیل سے الجھن کو دور کر دیا۔ رضي الله عنها وأرضاها

○ ○ ○ ○ ○

شاپنگ کارنر

ابو محمد عبدالوہاب خان

حلال وحرام اسلام کی روشنی میں

آج کل مارکیٹیں غیر ملکی اشیاء سے اٹی پڑی ہیں، جن میں ٹوپی سے لے کر غذائی اشیاء تک سینکڑوں چیزیں شامل ہیں جو اکثر غیر اسلامی ملکوں سے درآمد شدہ ہیں۔ مثلاً خشک دودھ آسٹریلیا، ڈنمارک، بلجیم وغیرہ سے آتا ہے، کالی اور سبز چائے انڈیا اور چین سے آتی ہے۔ چائنا انگور، ناشپاتی، سیب وغیرہ مسلمان بلاہچکچاہٹ، بلکہ بعض تو دھونے کی تکلیف بھی گوارا کیے بغیر کھا رہے ہیں۔ حالانکہ آزادی سے قبل کشمیر سے سکھ، پنڈت وغیرہ اون لا کر بیچتے تھے، تو مسلمان اسے ہاتھ سے چھوئے بغیر دریا میں غوطے دیتے، پھر ریت ڈال کر نجاست دور کرنے کے بعد کاتنا شروع کرتے تھے۔

آج غیر ملکی اشیائے صرف کے استعمال میں علمائے کرام بھی کسی سے پیچھے نہیں۔ برصغیر میں سرسید احمد خان نے اہل کتاب کا کھانا حلال قرار دیا تو اس نقطہ نظر پر بڑی لے دے ہوئی تھی۔ جبکہ چین کمیونسٹ ہے۔ علمائے کرام سے گزارش ہے کہ اس اہم مسئلے کو شرعی دلائل کی روشنی میں واضح کریں۔ جزاکم الله خیرا (عبداللہ خان ٹیچر)

اللہ رب العزت کا مقدس فرمان ہے: ﴿لإيلف قريش ۝ إلفهم رحلة الشتآء والصيف ۝ فليعبدوا رب هٰذا البيت ۝ الذىٓ أطعمهم من جوع وءامنهم من خوف ۝﴾ [سورۃ قریش] ''قریش کو مانوس کرنے کے لیے، انہیں سرما اور گرما کے سفر سے مانوس کرنے کی خاطر (امن دی)۔ پس انہیں (شکرانے میں) اس گھر (کعبہ) کے رب کی ہی عبادت کرنا چاہیے۔ جس نے انہیں بھوک میں خوراک، خوف میں امن عطا فرمایا۔''

قریشی تجارت پیشہ تھے، تجارتی قافلے لے کر موسم سرما میں یمن اور موسم گرما میں شام جایا کرتے تھے۔ خدمتِ بیت اللہ کی وجہ سے تمام عرب ان کا احترام کرتے، جس کے طفیل اس جاہلانہ دہشت گردی کے زمانے میں بھی انہیں سفر میں کوئی خطرہ نہ ہوتا تھا۔ اللہ پاک نے اسی پر امن تجارتی سفر کے شکرانے میں عقیدہ توحید کا تقاضا کیا ہے۔ یمن اور شام میں اکثر نصرانی تھے، جہاں کا مال تمام عرب والے استعمال کرتے تھے۔

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿اليوم أحل لكم الطيبات صلے وطعام الذين أوتوا الكتٰب حل لكم وطعامكم حل لهم صلے والمحصنٰت من المؤمنٰت والمحصنٰت من الذين أوتوا الكتٰب من قبلكم إذآ ءاتيتموهن أجورهن محصنين غير مسٰفحين ولا متخذىٓ أخدان قلے ومن يكفر بالإيمان فقد حبط عمله وهو فى الأخرة من الخٰسرين ۝﴾ [المائدۃ ۵] ''آج کے دن تمہارے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کیا گیا ہے۔ اور جن

لوگوں کو تم سے پہلے کتاب الٰہی دی گئی' ان کا کھانا بھی تمہارے لیے حلال ہے، اور تمہارا کھانا انہیں کھلانا بھی حلال ہے۔ اور پاکدامن مسلمان خواتین کے علاوہ ایسی پاکدامن خواتین سے بھی نکاح جائز ہے' جنہیں تم سے قبل کتابِ الٰہی دی گئی؛ جب تم ان کے حق مہر ادا کر کے مستقل رفیقہ حیات کے طور پر ان سے شادی رچاؤ، صرف عارضی عیاشی (متعہ) کے لیے نہیں، اور نہ خفیہ آشنائی (عشق) کرتے ہوئے۔ اور جو کوئی (کافرہ بیوی کے تابع ہو کر) ایمان سے منکر ہوا، تو یقیناً اس کے سب نیک اعمال برباد ہو گئے اور وہ روزِ آخرت گھاٹے میں پڑ گیا۔''

اس فرمانِ الٰہی کی روشنی میں یہود ونصاریٰ کا ذبیحہ اور ان کی عفت مآب خواتین سے نکاح مسلمانوں کے لیے حلال ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی بیوی اپنے مسلمان اہل خانہ کے لیے گھریلو حلال چیزیں پکائے گی، کپڑے دھوئے گی؛ تو ان چیزوں کے استعمال میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ البتہ موجودہ دور کے اکثر یہود ونصاریٰ اپنے منسوخ وباطل دین سے بالکل بیزار ہونے کے ناطے سود، خنزیر اور شراب جیسی حرام چیزیں بے دھڑک کھاتے پیتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان سے رشتہ کرنے میں احتیاط برتنا لازم ہے۔ اسلاف کرامؒ ایسی خواتین سے شادی کرتے تو ان کی بیویاں ان کی تبلیغ، حسن اخلاق اور پر خلوص عبادات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیتی تھیں۔ موجودہ بے عملی کے دور میں کافرہ بیوی الٹے اپنے خاوند کو کفر وارتداد میں مبتلا کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ یہی وہ خطرہ ہے' جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے۔ اس ہولناک خطرے کے پیش نظر ایمان کا تحفظ مسلمان کا اہم ترین فریضہ ہے۔

کفار کا استعمال شدہ سامان: حکمران طبقے کے بے تحاشا کرپشن اور عیاشیوں نے مہنگائی کو اس قدر ترقی دی ہے کہ اس دور میں متوسط طبقے کا بھی جینا دوبھر ہو گیا ہے۔ اس قومی المیے میں ترقی یافتہ اقوام کے استعمال شدہ کپڑے اور دیگر سامان کافی حد تک غریب نوازی کا کریڈٹ لیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ کہتے ہیں: فتح خیبر کے دن گدھوں کا گوشت پکایا جا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أهريقوا ما فيها واكسروا قدورها'' ''ان میں جو کچھ ہے گرا دو، ہانڈیوں کو بھی توڑ دو۔'' اس پر ایک صحابی نے عرض کیا: کھانا گرانے کے بعد ان ہانڈیوں کو دھو لیا جائے تو کیا حکم ہے؟'' اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''أو ذاك'' ''یا ایسا ہی کر لو۔'' [البخاري الصيد باب ١٤ آنية المجوس والميتة ح٥٤٩٧]

امام بخاریؒ نے اس عنوانِ باب سے دوسری حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں ہے کہ مجوسیوں کی ہانڈیوں کے بارے میں سوال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أنقوها غسلا واطبخوا فيها'' [الترمذي كتاب السير باب ١١ ح١٦٥٠، الأطعمة باب ٧ ح١٧٩٦ وصححه الالبانيؒ] ''اچھی طرح دھو کر صاف کرو' پھر ان میں پکاؤ۔''

مجوسی آتش پرست ہیں اور ایک اللہ کے بجائے دو معبودوں ''یزدان'' اور ''اہرمن'' کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

جب ان کے زیر استعمال برتنوں کو دھو کر استعمال کرنے کی اجازت ہے؛ تو دیگر تمام ادیانِ باطلہ والوں کے استعمال شدہ برتن اور کپڑے وغیرہ بھی دھو کر استعمال کرنا جائز ہوتا ہے۔

یہود و نصاریٰ کے علاوہ دیگر ادیانِ عالم کا ذبیحہ کتے اور بھیڑیے کے ذریعے ہلاک شدہ کی طرح بالکل حرام ہے۔

صورت مسئولہ میں اون بال وغیرہ صرف اس صورت میں نجس ہے کہ وہ جانور نجاست خور ہو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نجاست خور جانور (**جلالة**) کا دودھ پینے، گوشت کھانے اور اس پر سواری کرنے سے منع فرمایا ہے۔[أبو داؤد الأطعمة باب النهي عن أكل الجلالة وألبانها] اس کی پاکیزگی کے لیے فقہاءؒ نے مناسب مدت بیان کی ہے۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اہل کتاب کے زیر استعمال برتنوں اور شکار کے احکام دریافت کیے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**أما ما ذكرت من أهل الكتاب، فإن وجدتم غيرها فلا تأكلوا فيها، وإن لم تجدوا فاغسلوها وكلوا فيها**......" [صحيح البخاري كتاب الذبائح باب ٣ ح٥٤٧٨، باب ١٠ ح٥٤٨٨، باب ١٤ ح٥٤٩٦، صحيح مسلم كتاب الصيد ٧٩/١٣ ح٨] "اہل کتاب کے بارے میں سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر تمہیں ان کے برتنوں کے علاوہ (مسلمانوں کا) برتن مل جائے تو اُن میں نہ کھایا کرو؛ اگر تمہیں اپنوں کا برتن نہ ملے تو اُن کے برتنوں کو دھو کر ان میں کھا سکتے ہو......"

اس حدیث شریف میں مسلمانوں کا برتن نہ ملنے کی شرط پر یہود و نصاریٰ کا برتن دھو کر استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ سائل شکاری تھا اور کافروں کی بستیوں سے گزرا کرتا تھا، اس لیے اپنی ضرورت کے مطابق سوال کیا۔

رسول اللہ ﷺ کا جواب وقتی نہیں، عالمگیر حیثیت رکھتا ہے...... آج امریکہ و یورپ میں آئے روز خاتم النبیین ﷺ اور دین اسلام کی توہین کا ارتکاب ہو رہا ہے۔ اور ان ملکوں کے خود ساختہ قوانین میں "**اظہار رائے کی آزادی**" کے نام پر انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی اجازت ہے۔

یہ حقیقت کتنی افسوسناک ہے کہ آج کا مسلمان "**شان رسالت میں گستاخی**" کے خلاف نعرے جوش و خروش سے لگاتا ہے...... جلسے جلوسوں میں شرکت کو ایمان کا لازمی تقاضا سمجھتا ہے...... لیکن جب شاپنگ کے لیے بازار جاتا ہے؛ تو دیکھ اور پرکھ کر جاپان، امریکہ، برطانیہ، ڈنمارک وغیرہ اسلام دشمن ممالک کی مصنوعات بڑے شوق و ذوق سے خریدتا ہے...... **ملٹی نیشنل مصنوعات** "نام لے کر" طلب کرتا ہے۔ اس طرح دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمان ہر گھنٹے اور منٹ میں کتنی بلین رقومات سے اسلام دشمن ممالک کی معیشت کو مضبوط کر رہے ہیں !!

نجاستِ کفار: ارشادِ الٰہی ہے: ﴿**يَـٰٓأيها الذين اٰمنوٓا انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا**﴾[التوبة ٢٩] "اے ایمان والو! یقیناً مشرکین پلید ہیں، پس وہ اس سال

کے بعد کبھی مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکنے پائیں۔" اللہ پاک اپنے پاکیزہ بندوں کو حکم دیتا ہے کہ آئندہ کسی مشرک کو حدودِ حرم میں داخل ہونے نہ دو کیونکہ وہ نجس ہیں۔ یہ آیت ۹ ہجری میں نازل ہوئی ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**لا یدخل مسجدنا بعد عامنا هذا مشرک إلا أهل العهد و خدمهم**" [أحمد والموقوف أصح] "اس سال کے بعد کوئی مشرک ہماری مسجد میں داخل نہ ہو، سوائے ذمیوں اور خادموں کے۔" امام اوزاعیؒ کہتے ہیں: "حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حکم جاری کر دیا تھا کہ یہود و نصاریٰ کو مسلمانوں کی مسجدوں میں داخل ہونے نہ دو۔" حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "......**إن المسلم لا ینجس**" [البخاری الطهارة باب عرق الجنب، مسلم الطهارة ح ۳۷۱] "**بیشک مسلمان (جنبی بھی) نجس نہیں ہوتا۔**" اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض اہل ظاہر نے مشرک کو جسمانی لحاظ سے نجس قرار دیا ہے۔ حسن بصریؒ کہتے تھے: جو مشرک سے مصافحہ کرے اس کو وضو کرنا پڑے گا۔ [تفسیر القرآن العظیم ۲/۴۵۷]

جمہور اسلاف بمع ائمہ اربعہؒ کے نزدیک کافر جسمانی لحاظ سے نجس نہیں ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا کھانا ہمارے لیے حلال کر دیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمین زرعی مہارت کے پیش نظر وہاں کے یہودیوں کو بٹائی پر عطا کی تھی۔ آپ ﷺ نے مختلف واقعات میں کفار اور یہود و نصاریٰ کے برتنوں میں کھایا پیا ہے، وضو کیا ہے اور انہیں منع سے قبل مسجد میں بھی رکھا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک میں بیان کردہ نجاست جسمانی نہیں "**معنوی**" ہے۔ یعنی ان کا عقیدہ شرک اور خرافات پر مشتمل ہے۔ [تفسیر فتح القدیر ۲/۳۴۹]

کافروں کی حلال چیزیں: ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں کافروں سے خریدے ہوئے اون کو بلا کسی ظاہری سبب کے پلید سمجھنا شرعی لحاظ سے درست نہیں تھا۔

آج کے مسلمانوں کی پست ہمتی کی وجہ سے سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ہم ان کی **معلومات** کے علاوہ **مصنوعات** کے بھی محتاج ہیں۔ غیر غذائی نئی **مصنوعات** مثلاً کپڑے وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔ **ٹھوس غذائی اجناس** مثلاً گندم، چاول، دال، سبز چائے وغیرہ کی حلت میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ بہنے والے خون کے بغیر **حیوانی غذائیں** بھی حلال ہیں مثلاً **مچھلی**، **ٹڈی** وغیرہ؛ کیونکہ شریعت میں ان کے لیے ذبح کا حکم نہیں ہے۔

غیر ملکی **فروٹ** اور **سبزی** بھی حلال ہے؛ کیونکہ ان میں ملاوٹ کا اندیشہ نہیں۔ البتہ کیمیکل سپرے وغیرہ کے مضر صحت اثرات سے بچنے کے لیے دھونے کا اہتمام کرنا طبی لحاظ سے ضروری ہے۔

غرض ہر وہ **مفید چیز** جس میں حرام حیوانی اجزاء: گوشت، خون، چربی اور نشہ آور چیزیں شامل نہ ہوں، حلال ہے۔

کافروں کی حرام اور مشکوک اشیاء: کافر ممالک سے آئے ہوئے **دودھ پاؤڈر** میں